جلد ۸/۴۳ * ۷ وفا ۱۳۳۳ ہش ۶ ذی القعدہ ۱۳۷۳ھ ۷ جولائی ۱۹۵۴ء * نمبر ۱۵۵

مجلس دستور ساز نے ہائی کورٹوں کو حبس بے جا کی درخواستوں کے سلسلہ میں احکام جاری کرنیکے اختیارات دیدیئے

اس بل کا مقصد عوام کے مفادات کی حفاظت کرنا ہے تاکہ انہیں انصاف حاصل کرنے میں دیر نہ ہو

کراچی ۷ جولائی۔ آج مجلس دستور ساز نے ہائی کورٹوں کو حبس بے جا کی درخواستوں کے سلسلہ میں احکام جاری کرنے کے اختیارات دیدئے۔ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ باشندگان ملک کو انصاف حاصل کرنے میں دیر نہ ہو۔ وزیر قانون مسٹر لاء کے بروہی نے اس سلسلہ میں ایک تحریری بل پیش کیا تھا۔ دستور ساز اسمبلی کے آزاد ممبر مسٹر دھریندرا ناتھ دت نے اس بل کا خیر مقدم کیا۔ اور وزیر قانون کو اس کے پیش کرنے پر مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ اس بل کا مقصد عوام کے مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔ مسٹر عبد الحمید نے بل کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے موجودہ حالات ایسے نہیں کہ اس قسم کے ترقی پسندانہ اقدامات کئے جائیں۔ مسٹر نور احمد نے بل کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ پاکستان ایک ترقی پسند اسلامی جمہوریہ ہے

مجلس دستور ساز کا اجلاس ۱۳ جولائی تک ملتوی ہو گیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور ۶ جولائی (بوقت ۹ بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:-

"رات حضرت میاں صاحب کو دو بجے تک اچھی نیند آگئی اس کے بعد کچھ بے چینی شروع ہو گئی اور نیند کم آئی یہ بے چینی صبح دس بجے تک رہی اس کے بعد طبیعت بہتر ہو گئی۔ دل کی حالت کل جیسی ہے۔ تنفس کی تکلیف میں کل کی نسبت کمی ہے شام کے وقت عام طبیعت بہتر رہی۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

(خاکسار ڈاکٹر مرزا منور احمد)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

کراچی ۷ جولائی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب اپنے پیارے آقا کی کامل صحت یابی کیلئے برابر دعائیں کرتے رہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے پتہ کی تبدیلی

کراچی ۷ جولائی۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۷ جولائی کو کراچی سے سندھ تشریف لے جارہے ہیں۔ لہٰذا آئندہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک کا پتہ حسب ذیل ہوگا۔

"ناصر آباد اسٹیٹ۔ ڈاکخانہ خاص
ضلع تھرپارکر سندھ"

مکرم خلیل احمد صاحب ناصر اور عبد الشکور صاحب رش بخیر و عافیت واشنگٹن واپس پہنچ گئے

واشنگٹن ۷ جولائی (بذریعہ تار) مکرم خلیل احمد صاحب ناصر اور مکرم عبد الشکور صاحب رش سوئٹزرلینڈ، جرمنی، ہالینڈ اور لنڈن کے مشنوں کا دورہ کرنے کے بعد کل بخیریت واشنگٹن پہنچ گئے۔ الحمدللہ

لیاقت نہرو معاہدہ پر نظر ثانی

کراچی ۷ جولائی۔ اس ہفتے کے آخر میں اقلیتی امور کے وزیر مسٹر غیاث الدین پٹھان ہندوستان کے اقلیتی امور کے وزیر مسٹر سی سی بسواس کے ساتھ نئی دہلی میں اقلیتوں کے بارہ میں لیاقت نہرو معاہدہ پر نظر ثانی کریں گے۔ مسٹر غیاث الدین پٹھان جمعہ کو نئی دہلی روانہ ہوں گے۔

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۷ وفا ۱۳۳۲ ہش

خطرناک عناصر

(۱)

مشرقی بنگال میں کمیونسٹ پارٹی کو غیر قانونی پارٹی قرار دے دیا گیا ہے۔ پہلے بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ جہاں تک کمیونزم کے نظریہ کا تعلق تمام انسانوں کی ضروریات مہیا کرنے کے ساتھ ہے۔ یہ اس کا ایک علمی پہلو ہے۔ اس حد تک اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ آج جس صورت میں یہ نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ وہ محض اس کا علمی پہلو نہیں۔ بلکہ اس کو ایک جارحانہ تحریک کا رنگ دیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ بالجبر ملک میں انقلاب لاکر مزدوروں کو حکمران بنایا جائے۔ اور یہیں تک بس نہیں بلکہ ایسی پارٹی کا طریق کار تمام اخلاقی اور روحانی قدروں سے مبرا ہے چونکہ اس کی بنیاد مادیات کے الحادی فلسفہ پر رکھی گئی ہے اس لئے کمیونسٹ پارٹی ہر جائز و ناجائز طریق کار کو حصول مقصد کے لئے جائز قرار دیتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ایک لادینی تحریک ہی جارحانہ انقلاب کی حامی ہو سکتی ہے۔ جس کی راہ نمائی کے لئے رحیم و کریم خدا کا بنایا ہوا کوئی نہیں بلکہ خود ساختہ قانون ہوتا ہے۔

عملاً کمیونسٹ پارٹی ہر ہر ڈھب برت سکتی ہے اس کے نزدیک خون خرابہ۔ فتنہ فساد۔ بد امنی۔ جان و مال کی تباہی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ ظاہر ہے کہ کوئی ملکی حکومت ایسی خطرناک پارٹی کو ملک میں پنپنے نہیں دے سکتی۔ جو ملک میں بالجبر انقلاب اور قانوناً قائم شدہ حکومت کے خلاف بغاوت کی مرتکب ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہو۔ یہ اصول صرف غیر کمیونسٹ حکومتوں کا ہی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں آج کمیونسٹ حکومت قائم ہے وہیں سب سے زیادہ سختی سے اس اصول پر عمل کیا جاتا ہے۔

ابھی حال ہی میں چینی دستور یہ شائع ہوا ہے اور پاکستان میں بھی چینی ایمبیسی نے اس کو تقسیم کیا ہے۔ اس کی شق ۱۹ میں کہا گیا ہے۔

"عوامی جمہوریہ میں ہر قسم کی غداری اور متقابل انقلابی سرگرمیوں کو دبائے گی اور تمام غداروں اور متقابل انقلابیوں کی سرکوبی کرے گی"۔

چین میں کمیونسٹ پارٹی کی جمہوری حکومت نہیں۔ بلکہ وہاں آمریت قائم ہے۔ اگر وہاں کے شہریوں کو آمرانہ نظام کے خلاف جس میں ایک شخص کی خود مختار حکومت ہوتی ہے۔ اور جو چاہے کر سکتا ہے آواز اٹھانے کی اجازت نہیں اور نہ کوئی ایسا پروپیگنڈہ ہو سکتا ہے جو پارٹی کے نظریات کے خلاف ہو تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ جمہوری حکومتیں کسی ایسی پارٹی کو ملک میں پنپنے دیں جس کا کام ہی ملک میں فتنہ و فساد برپا کر کے بالجبر انقلاب لانا ہو۔

افسوس ہے کہ جمہوری حکومتوں نے اس طرف سے بہت لاپرواہی برتی۔ اور ایسے خطرناک انقلابی لٹریچر کو اپنے علاقوں میں خوب پھولنے پھلنے کا موقعہ دیا۔ اور اب جبکہ یہ پھوڑا ناسور بن چکا ہے۔ تو علاج مشکل ہو گیا ہے۔

(۲)

مشرقی پاکستان کے گورنر مسٹر سکندر مرزا نے چند دن ہوئے فرمایا تھا کہ پاکستان کو دو چیزوں سے خطرہ ہے کمیونزم اور ملّا ازم۔ جہاں تک کمیونزم کا تعلق ہے دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن ملّا ازم کے متعلق بعض لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے یا پھیلائی گئی ہے۔ چنانچہ روزنامہ "ملت" لاہور سے ذیل کا اقتباس اس امر پر روشنی ڈالتا ہے

"ایک معاصر لکھتا ہے۔

'مسلمان جب بھی قہر قیادت کے کسی نگین یا خواجہ ناظم کی زبان "ملا ازم" کا ذکر خیر سنیں سمجھ لیں کہ اسلام کو گالیاں دی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ مذہبی دیوانگی پاکستان کیلئے خطرناک ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی مخلصانہ پیروی کو پاکستان کے لئے خطرناک قرار دیا جا رہا ہے۔ اگر کہیں سے آواز اٹھے کہ ملا ازم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ تو جان لینا چاہیئے کہ کہنے والے کو اس ملک میں اسلام کی آمد گوارا نہیں'۔

اللہ اللہ معاصر نے "ملا ازم" کو اسلام کا نعم البدل قرار دے کر واقعی ملائیت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر اقبال مرحوم زندہ ہوتے تو معاصر کے ایڈیٹر کے سامنے اپنی شاعری سے توبہ کرتے کان پکڑتے اور پھر کبھی ملّا کے خلاف حرف نہ کہتے۔ بلکہ یہ ممکن تھا کہ وہ اسلام ہی سے توبہ کر لیتے جو ملاازم کے بغیر ممکن نہیں"۔ (ملت)

"ملّا" کا لفظ اسلام کی دینی تاریخ میں ایک نہایت معزز لقب تھا۔ اور بعض اکابر علمائے اسلام "ملّا" کہلانا واقعی فخر سمجھتے تھے۔ ملّا علی قاری "جو اہل سنت کے جید علماء میں سے شمار ہوتے ہیں ملّا ہی کہلاتے تھے۔ اب بھی ملّا شور بازار افغانستان کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ اس لئے حقیقت میں یہ لفظ عزت کا لفظ ہے نہ کہ تحقیر کا۔ مگر امتداد زمانہ سے ہمارے ملک میں یہ لفظ معنوی تحویل کی دستبرد سے نہیں بچ سکا۔ اور یہاں عام طور پر ملّا اس کو کہا جاتا ہے۔ جو باوجود علم کی کمی کے پرلے درجے کا متعصب ہو اور کبھی ایسے لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جن کا علم ان کی عقل سے بڑھ جائے لیکن عام طور پر اس کا استعمال اس آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا نقشہ علامہ اقبال مرحوم نے اپنے بعض اشعار میں کھینچا ہے اور جن کو خلیفہ عبد الحکیم صاحب نے اپنی تصنیف "اقبال اور ملّا" میں جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ اقبال فرماتے ہیں ؎

میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکہ کا ملّا ہو غازی

یا جیسا کہ انہوں نے فرمایا ؏

دین ملّا فی سبیل اللہ فساد

یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ علامہ اقبال مرحوم نے محض رسمی طور پر جیسا کہ ہمارے شعرا کا قاعدہ ہے "ملّا" کی مذمت نہیں کی بلکہ ان کے سامنے علماء کہلانے والا ایک خاص "ٹائپ" ہے۔ جو واقعی اسلام کے لئے رحمت کی بجائے زحمت ہے۔ اس ٹائپ سے وہ علمائے حق باہر ہیں جو فی الحقیقت اسلام کی صحیح خدمت کرتے رہے ہیں یا کر رہے ہیں علامہ اقبال مرحوم کا اشارہ ہرگز ان علمائے حق کی طرف نہیں ہے۔ اس لئے "ملاازم" کی مذمت سے چڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔

ہمارا یقین ہے کہ جب مشرقی پاکستان کے گورنر نے "ملّا ازم" کو پاکستان کے لئے دوسرا عظیم خطرہ کہا ہے۔ تو ان کا اشارہ ملّا ازم کے اسی ٹائپ کی طرف ہے۔ جس کی نہ صرف علامہ اقبال مرحوم بلکہ تمام صحیح الخیال مسلمان مذمت کرتے ہیں۔ اور شاید معاصر کا ایڈیٹر بھی جس کا حوالہ روزنامہ ملت لاہور نے دیا ہے۔ اسی ٹائپ کی مذمت ہی کرتا ہوگا۔ لیکن انہوں نے غلط فہمی سے اس کا دوسرا مطلب سمجھ لیا ہے۔ اور "ملّا ازم" کی مذمت کو اسلام کی مذمت خیال کر لیا ہے۔

فرض کیجئے پاکستان میں کوئی ایسا "ملّا ازم" ہے جو بقول اقبال "فی سبیل اللہ" ملک میں فساد برپا کرتا ہے۔ جس کا نظریہ بھی کمیونزم کی طرح حکومت کے خلاف بغاوت کر کے بالجبر جارحانہ انقلاب لانا ہے۔ تو ہمیں یقین ہے کہ کوئی پاکستانی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو ایسے ملّا ازم کو اسی طرح پاکستان کے لئے خطرناک نہ سمجھے جس طرح اپنی جارحانہ آئیڈیالوجی کی وجہ سے کمیونزم پاکستان کے لئے خطرناک ہے۔

ربوہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کیلئے صدقات

ربوہ ۴ جولائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی بیماری کے پیش نظر ۲ جولائی کی شام کو صدقہ کے لئے تحریک کی گئی۔ جس میں بہت سے احباب نے حصہ لیا۔ چنانچہ کل جماعت ربوہ نے چار بکرے بطور صدقہ ذبح کئے۔ اور غربا کی نقدی سے بھی امداد کی گئی۔ دوستوں کو آپ کی شفاء عاجل کے لئے خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے۔

اللھم اشفہ شفاء لا یغادر سقما

(جلال الدین شمس امیر مقامی)

ولادت

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب سے مولود کی صحت اور درازی عمر کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ خاکسار محمد حلیم خان از لیہ ضلع مظفر گڑھ

(۲) اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۶/۵۳ خاکسار کو پہلا بیٹا عنایت فرمایا ہے۔ احباب بچہ کی درازی عمر نیک اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد انور خان انجم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ لاہور

(۳) مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۸ جون ۱۹۵۳ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب نو مولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ سید سجاد احمد [illegible]

خطبہ جمعہ

سب سے بڑی چیز جو صداقت کی طرف راہنمائی کا موجب ہوتی ہے وہ اخلاقِ فاضلہ ہیں

اپنے اندر قربانی۔ ایثار۔ ہمدردی۔ دیانت اور خدمت کا جذبہ پیدا کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ ایک خطبہ جمعہ

(الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دلیل کیسی ہو

غیر اقوام کے لئے سب سے بڑی چیز جو صداقت کی طرف راہنمائی کا موجب ہوتی ہے وہ اخلاق فاضلہ ہیں۔ ہماری عبادتیں ہمارے ذکر اور ورد ان کے نزدیک وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اور دلیل وہ ہوتی ہے جو دوسرے کی بھی مسلمہ ہو۔ اگر عیسائی سے بحث کرو اور دلیل کے طور پر قرآن کریم کی آیت پر آیت پڑھتے جاؤ۔ تو گو وہ عقل سے زیادہ یقینی اور مقدم ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام ہے۔ مگر وہ اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کو منوانے کے لئے وہی دلیل ہو سکتی ہے جو اس کے نزدیک بھی مسلم ہو۔ اگر ہندو سے بحث کرتے وقت قرآن و حدیث کے حوالے دوگے۔ گو وہ عقل پر مقدم ہیں۔ اور اس سے زیادہ یقینی ہیں۔ مگر اس پر ان حوالوں کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اگر اس پر قرآن و حدیث کے حوالجات کا اثر ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ پہلے تم اس پر ثابت کردو کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ ورنہ یہ بات ثابت ہونے سے پہلے قرآن و حدیث کے حوالوں کو وہ وہم ہی سمجھے گا۔ وہ عقل کو مانتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کو نہیں مانتا۔ جس طرح عقلی دلائل کے مقابلہ میں قرآن و رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام اس کے نزدیک بے حقیقت ہوتا ہے۔ اسی طرح اعمال میں سے وہ اعمال جو ہمارے شرعی اعمال ہیں ان کے لئے بے اثر اور لغو ہیں۔

اخلاقی تعلیم

قرآن کریم کی محبت حدیث کی محبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبات اگر کسی مسلمان میں ہیں۔ تو ایک ہندو ایک عیسائی ایک سکھ ایک پارسی کے نزدیک ان کی کچھ بھی قدر نہیں لیکن ایک جذبات وہ ہیں۔ جو ان کے دل میں بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ رحم کریں۔ ہماری ہمدردی کریں۔ یہ جذبات ایک ہندو کے دل میں بھی ہیں۔ ایک عیسائی سکھ پارسی کے دل میں بھی ہیں۔ اس کے ساتھ اس کے دل میں یہ جذبہ بھی ہے کہ یہ جذبات اچھی چیز ہیں۔ نہ صرف یہ کہ یہ جذبہ رحم صرف اہل مذاہب ہی کے دل میں ہے۔ بلکہ ایک دہریہ کے دل میں بھی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ رحم اچھا ہے۔ ظلم بُرا ہے۔ دیانت اچھی ہے خیانت بُری ہے۔ صداقت اچھی ہے جھوٹ بُرا ہے۔ جس طرح ان باتوں کا احساس ایک مسلمان کے دل میں ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب کے لوگوں میں بھی اس کا احساس ہے اور یہ تار ہے جو سب کے دل میں لگا ہوا ہے۔ دیکھو امرتسر یا کسی اور مقام سے جہاں پر تار ہے اگر تار دیا جائے تو بٹالہ پہنچ جائیگا لیکن بٹالہ سے قادیان میں تار نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ بٹالہ اور قادیان کے درمیان سلسلہ تار نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن و حدیث کا ایک ہندو ایک عیسائی ایک سکھ اور پارسی کے دل کے ساتھ جوڑ نہیں۔ اس لئے قرآن و حدیث کے حوالے ان کے سامنے بیکار ہونگے لیکن اخلاق کی ٹیلیفون سب کے دل میں ہے۔ گو اخلاق کی تار قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ مگر پہنچ ضرور جائے گی۔ کیونکہ اس کا سلسلہ سب دلوں میں ہے

غیروں پر اثر کرنے والی باتیں

پس وہ باتیں جو غیر مذاہب پر اثر کر سکتی ہیں۔ وہ اخلاق۔ قربانی۔ ایثار محبت وغیرہ ہیں۔ وہ تم کو دیکھتے ہیں اگر تم میں یہ باتیں ہیں تو قرآن و حدیث کے حوالے پیش کرنے سے زیادہ ان پر صداقت اسلام کا اثر ہوگا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی چیز تھی جو مخالفین پر اثر کرتی تھی۔ وہ قرآن کریم سے ابتداءً متاثر نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی زندگی تھی۔ آپ ان میں رہے تھے۔ آپ کی دیانت۔ آپ کی راستبازی۔ اور ہمدردی خلائق اور ایثار تھا۔ جو ان پر اثر کرتا تھا۔ دعوے سے پہلے آپ ان کو شرک سے منع نہ کرتے تھے۔ کیونکہ حکم خداوندی نہ تھا۔ لیکن آپ خود مشرک نہ تھے۔ آپ کے طور طریقہ کی خوبی ہی تھی۔ جس کا اثر تھا۔ اور یہ اثر اندر ہی اندر کھاتا جاتا تھا۔ اور وہ اس کے مقابلے میں آنکھیں نہیں اٹھا سکتے تھے آپ مکہ کے قریب کی پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اور ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر بلایا۔ جب سب جمع ہوگئے۔ تو آپ نے ان کے سامنے ایک مشکل سوال رکھا۔ کہ اگر میں یہ کہوں کہ اسکے پیچھے ایک لشکر ہے۔ تو تم مان لوگے۔ یہ ایک ناممکن سوال تھا۔ کیونکہ مکہ کے لوگ اونٹ چرانے جاتے تھے۔ اور اس کے لئے پندرہ پندرہ میل تک دور نکل جاتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ ایک لشکر اور بہت بڑا لشکر مکہ کے قریب آکر ایک اوٹ میں رہتا ہو۔ اور مکہ والوں کو پتہ بھی نہ لگتا۔ مگر ان لوگوں نے آپ کے اس ناممکن سوال کے جواب میں کہا۔ اور آپ کے اخلاق سے متاثر ہوکر کہا کہ اگر تو کہے تو مان لیں گے۔ کیونکہ ہم نے کبھی تجھ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ اور تو ہمیشہ دیانتدار رہا ہے۔ تو ہمیشہ سچ بولتا رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ اچھا میں کہتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ اور شرک بُری چیز ہے۔ اگر تم شرک نہ چھوڑو گے۔ تو تم کو عذاب آئے گا۔ اس بات نے ان پر اثر نہ کیا

پس ان لوگوں کے دلوں کو گھائل کرنے والی قرآن کی آیتیں نہ تھیں۔ بلکہ آپ کی زندگی تھی جو آپ نے قبل دعوے ان لوگوں میں گزارا تھا۔

قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے تھے

جب آپ نے دعوے کیا۔ تو چونکہ مکہ عرب کے لوگوں کا مرکز تھا۔ اس لئے وہاں کے چند سربرآوردہ لوگوں نے جمع ہوکر تجویز کی کہ باہر سے لوگ آئیں گے۔ اگر ہم ان کو آپ کے متعلق مختلف باتیں بتائیں گے۔ تو وہ ہماری رائے کو غلط سمجھیں گے۔ چاہیئے کہ ہم ایک فیصلہ کریں۔ اور وہی جواب دیا کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا۔ ہم کہہ دیا کریں گے۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ اسی وقت دوسروں نے کہا کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ہم نے اس کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اور ہم اس کو صادق اور امین کے طور پر ہمیشہ پیش کیا کرتے تھے۔ اب اس کو جھوٹا کیسے کہیں گے۔ وہ لوگ تو ہمیں ملزم کہیں گے۔ یہ چیز تھی۔ جو ان کو جھکانے والی تھی:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق

اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہی حال ہے۔ سکھ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھے ہوئے نہیں۔ مگر آپ کے اخلاق اور خوبیوں کا ان پر یہ اثر ہے۔ کہ جو بوڑھے ہیں وہ خود بتلاتے ہیں۔ اور جو جوان ہیں وہ اپنے باپ دادے کی روایتیں سناتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب تو بچپن ہی سے ولی اللہ تھے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ آپ کو الہام ہوتے تھے۔ اور وہ اس کے قائل ہیں۔ بلکہ وہ آپ کے سلوک کو دیکھتے تھے۔ کہ آپ کے بڑوں کا جو طور و طریق تھا۔ اس کے خلاف آپ کا طریق اسلامی طریق تھا۔ وہ لوگ یہ نہیں کہیں گے۔ کہ آپ نمازیں پڑھتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے۔ کہ آپ لوگوں کی ہمدردی کرتے تھے۔ جھوٹ نہ بولتے تھے۔ دوسروں سے نرمی اور مروت اور سلوک سے پیش آتے تھے۔ کیا وجہ تھی کہ آپ نے بارہا لکھا۔ کہ کوئی کھڑا ہو اور میرے ابتدائی حالات کے متعلق کوئی بُری بات کہے۔ گو یہاں ہر قسم کے لوگ تھے۔ مگر کسی نے آپ کے خلاف کوئی بات نہ کہی۔ یہ آپ کے اخلاق ہی تھے کہ لوگ ان کے سامنے کوئی عیب نہیں لگا سکتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے اسلام کی روحانی اور اخلاقی وغیرہ وہ خدمت کی ہے جو تیرہ سو برس میں کسی نے نہیں کی:

ایک بوڑھا سکھ اور حضرت مسیح موعودؑ

یہاں ایک قریب کا تھوڑا سا گاؤں ہے وہاں کا ایک بوڑھا سکھ جب ملنے آتا ہے تو آنسو اسکی آنکھوں سے نکل آتے ہیں اور کہتا ہے کہ مرزا صاحب ہم سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ہمارے نزدیک قبر کو سجدہ دینا اور سجدہ کرنا شرک ہے اور گناہ ہے۔ لیکن وہ ایک دفعہ حضرت صاحب کی قبر پر گیا۔ اور وہاں سجدہ کرنے لگا ایک احمدی وہاں موجود تھا۔

اس نے روک دیا۔ وہ میرے پاس آیا۔ اور دُور ہی سے چیخ مار کر رو پڑا۔ اور کہا کہ مجھ پر احمدیوں نے ظلم کیا ہے۔ میں نے سمجھا۔ کہ کسی احمدی نے کسی معاملہ میں اس پر کچھ زیادتی کی ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تو اس نے کہا۔ کہ مجھے متقانہ ٹیکنے دیا۔ تمہارے مذہب میں تُرا ہو۔ لیکن میں تو اپنے طریق پر اظہارِ محبت کرنے لگا تھا۔ میں نے اس کو نرمی سے سمجھایا۔ کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔ اور یہ اچھی بات نہیں۔ لیکن وہ رو رہا تھا۔

یہ ایک سکھ کی حالت ہے۔ جو حضرت صاحب کے ابتدائی حالات سے واقف ہے۔ کیونکہ وہ اپنے والد کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب کے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب نہیں پڑھا ہُوا۔ وہ معجزات کو نہیں جانتا۔ لیکن جب وہ آتا تھا۔ تو دیکھتا۔ کہ آپؑ کے اخلاق کس قسم کے ہیں۔

ہے تو وہ سکھ ہی لیکن آپؑ کے اخلاق نے جو اثر اس کے دل پر کیا ہے۔ وہ دُور نہیں ہوتا۔

اعمالِ شریعت کا تعلق عقل سے ہے

جو اعمال خالص شرعی ہیں۔ فطری نہیں۔ ان کی تصدیق اخلاق سے ہوتی ہے۔ خدا کا کلام اور دیگر ایسے ہی مسائل کے لئے عقل کو خدا نے رکھا ہے اگر عقل نہ ہوتی۔ تو ان مسائل کی تصدیق نہ ہو سکتی۔ اور شریعت کے لئے اخلاق کو رکھا ہے۔ عقل ہندوؤں کو بھی دی گئی ہے۔ اور وہ سچے مذہب کے دلائل کو عقل سے معلوم کر سکتے ہیں۔ جب سچے دلائل پیش ہوتے ہیں۔ تو عقل اپیل کرتی ہے۔ کہ ان کو تسلیم کیا جائے۔ اسی طرح جو عملی زندگی ہے۔ اور جس کا شریعت ہی سے تعلق نہیں۔ گو شریعت بھی اس کی تعلیم دیتی ہے۔ اسکی تصدیق کے لئے سب مذاہب کے لوگوں میں اخلاق رکھے گئے ہیں۔ جب وہ دوسرے کی اخلاقی حالت دیکھتے ہیں۔ تو ان پر اثر ہوتا ہے۔

درسِ اخلاق

جس طرح دلائل کے لئے عقل ذریعہ ہے۔ اسی طرح اعمال کے لئے اخلاق ذریعہ ہے۔

اس لئے میں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو۔ یہ بڑی بات نہیں کہ جھوٹ نہ بولو۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ خطرناک حالات میں بھی سچ بولو۔ یہ نہیں کہ دوسروں کے حقوق نہ مارو۔ بلکہ اگر اپنے حقوق بھی چھوڑنے پڑیں تو چھوڑ دو۔ تا لوگ دیکھیں۔ کہ تم میں اور ان میں فرق ہے۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے۔ جس سے وہ مذہب کی خوبی کو دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی مذہب کی آنکھ نہیں۔ اخلاق کی آنکھ ہے۔ گو کمزور ہے۔ مثلاً تم کو ایک رنگ نظر آتا ہے۔ اور دوسرے کو وہ مطلق نظر نہیں آتا۔ تو وہ اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہی رنگ اگر دوسرے کو دھندلا سا نظر آتا ہے۔ جس کو تم صاف صاف دیکھتے ہو۔ تو وہ اس کو سمجھ سکتا ہے۔ اور تم اس کو منوا سکتے ہو۔ جب تم نصوص لیکر جاؤ گے۔ تو وہ نہیں مانیگا لیکن جب اخلاق کے ساتھ جاؤ گے۔ تو وہ تمہارا قائل ہو جائیگا۔ تم اخلاق کے ذریعہ آزمائے جاتے ہو۔ کہ تم میں یہ دوسروں کی نسبت زیادہ ہیں یا نہیں۔ لوگوں کو تمہاری روحانیت کے آزمانے کا موقع نہیں۔ وہ پہلے تمہارے اخلاق کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے تمہاری روحانیت ان کے لئے اتنی مفید نہیں۔ جس قدر تمہارے اخلاق ان کو ہدایت کی طرف لانے میں ممد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے پہلا قدم جس کے ذریعہ تم تبلیغ کر سکتے ہو۔ یا پہلا قدم جس کے ذریعہ تم اپنی روحانی حالت کی اصلاح کر سکتے ہو۔ اور پھر غیر کو بھی کھینچ سکتے ہو۔ وہ اخلاق ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ کہ تم اس بارے میں نمایاں تبدیلی کرو۔ مخالف تمہارے اخلاق کو دیکھے۔ تو محسوس کرے۔ خواہ مانے یا نہ مانے دشمن کی آنکھ پہلے اخلاق کو دیکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تبدیلی کی توفیق دے۔ تا کہ یہ اخلاقی حالت کی اصلاح تمہارے لئے اور ان کے لئے مفید ہو۔ جن کو ہدایت نہیں پہنچی مگر وہ ہدایت کے منتظر ہیں۔

مختلف مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

ربوہ

ربوہ ۳۰ ر جون صبح سوا چھ بجے سے ساڑھے نو بجے تک مسجد میں زیر صدارت مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہُوا۔ آٹھ مقررین نے تقاریر کیں۔ صدارتی تقریر اس کے علاوہ تھی۔ تمام تقریریں نہایت شوق سے سنی گئیں۔ علاوہ ازیں مختلف نظمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں پڑھی گئیں۔

سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی ظہور حسین صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ"۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ عرب قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے نہایت ابتر حالت میں تھی۔ لیکن آپ کی قوت قدسیہ سے چند ہی سالوں میں آپ کے متبعین ہر لحاظ سے دنیا پر چھا گئے۔ عرب قوم کی یہ غیر معمولی تبدیلی محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ کا اثر تھا۔ ایسا اثر بجز کسی اور نبی کی قوم میں نہیں ملتا۔

اس تقریر کے بعد مکرم چوہدری مشتاق احمدؐ صاحب باجوہ وکیل الزراعت تحریک جدید نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تعلق باللہ کے موضوع پر پندرہ منٹ تقریر فرمائی۔ چوہدری صاحب کی تقریر نہایت عمدہ تھی۔ بعد ازاں عطا الرحیم (ابن مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب) طالب علم جماعت نہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ کے بعض واقعات کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ جب شراب حرام کی گئی۔ تو کس طرح صحابہ رضؓ نے اطلاع پاتے ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اور شراب کے بھرے ہوئے مٹکے توڑ دیئے۔ وہ قوم جو ہر وقت شراب کے نشے میں مخمور رہنے کی عادی تھی۔ ان کی اطاعت کا یہ نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ کی زبردست دلیل ہے۔

اس کے بعد مبشر احمدؐ صاحب طالب علم جماعت نہم نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم ماسٹر سعد اللہ خاں صاحب ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بچپن سے ہجرت تک کے حالات بیان کئے۔ پھر محمد ارشاد صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ نے سات منٹ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق حسنہ کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے بیس منٹ تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا۔ "سید الانبیاء اپنے گھر میں" آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختلف واقعات کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں تمام کام کر لیا کرتے تھے۔ اور گھر کا فرد ہونے کے لحاظ سے اپنی تمام ذمہ داریاں ادا کرتے۔ بیویوں کے ساتھ آپ کے جو تعلقات تھے۔ ان کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ تبتغی ازواج مرضات ازواجک۔ کہ آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی کو مدنظر رکھتے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ بہتر وہ شخص ہے۔ جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ثابت ہو۔ مکرم مولانا ابوالعطاء کی تقریر کے بعد جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامیابی کے موضوع پر بیس منٹ تقریر فرمائی جس میں آپ نے تفصیل سے بتایا۔ کہ باوجود مشکلات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے نظیر کامیابی ایک معجزہ ہے۔

مکرم شمس صاحب کی تقریر کے بعد مکرم میر محمود احمدؐ صاحب بعدہٗ مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعۃ المبشرین نے تقریر فرمائی۔ مکرم سیف صاحب کی تقریر کا عنوان تھا۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفقت علیٰ خلق اللہ" اس ضمن میں آپ نے متعدد واقعات بیان کئے۔ جن میں آنحضرتؐ کی شفقت کا ذکر فرمایا۔ مکرم سیف صاحب کی تقریر کے بعد مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی۔ جس میں اس بات کا مفصل ذکر کیا۔ کہ آنحضرتؐ کی شادیوں پر مستشرقین یورپ کا اعتراض بالکل لغو ہے۔ کہ آپؐ نے شادیاں محض تعیش کے لئے کی تھیں۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہُوا۔ خاکسار ابوالمنیر نور الحق سیکرٹری ربوہ۔

خوشاب

مورخہ ۳۰/۶/۵۴ کو جماعت احمدیہ خوشاب ضلع سرگودھا نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعد نماز عشاء منعقد کیا۔ جس میں مرکز سے مولانا مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری اور مولانا مولوی غلام باری صاحب سیف تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے سیرت النبی کے موضوع پر بصیرت افروز تقاریر فرمائیں۔ (سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ خوشاب ضلع سرگودھا)

قصور

مورخہ ۳۰ ر جون ۱۹۵۴ء بروز بدھ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ سنٹرل فلور ملز قصور میں جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہُوا۔ حاضرین میں احمدی اور غیر احمدی احباب شامل تھے۔ اور حاضری خاصی تھی۔ بعد تلاوت قرآن مجید اور نظم کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں۔ (جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ قصور)

منٹگمری

جلسہ سیرت النبیؐ مورخہ ۳۰ ر جون ۱۹۵۴ء بعد از نماز مغرب زیر صدارت کیپٹن عطاء الرحمن صاحب مسجد احمدیہ میں منعقد ہُوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلوک دشمنوں کے ساتھ" کے موضوع پر مکرم ملک نذیر احمدؐ صاحب نے تقریر فرمائی۔ بعد ازاں ماسٹر علی محمد صاحب مسلم نے تقریر فرمائی۔ مکرم مرزا احمد بیگ صاحب نے "مقام رسولؐ" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ خاکسار عبد الغنی ناصر نے آنحضرتؐ کے اخلاق فاضلہ بیان کئے۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہُوا۔ (سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ منٹگمری)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

کتابوں سے محبت

جناب مولوی غلام نبی صاحب مصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے مجھے نور الحسن خان صاحب خلف نواب صدیق حسن خان صاحب کے کتب خانہ سے تفسیر شوکانی نقل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ کتاب میں نے ایک سال میں نقل کی۔ یہ کتاب چھ جلدوں میں تھی۔ یہ اس سال کی بات ہے۔ جب خطبہ الہامیہ لکھی گئی۔ ۱۹۰۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے لائبریری جامعہ ازہر اور گورنمنٹ مصر کی لائبریری سے کتاب شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والتعلیل مصنفہ ابن قیم نقل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کتاب کی ضخامت سات آٹھ سو صفحات ہوگی۔ ڈیڑھ سال میں یہ کتاب نقل ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک اور کتاب ہمع الہوامع مع شرح جمع الجوامع مصنفہ امام سیوطی بھی نقل کرکے آپ کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ یہ کتاب سات سو صفحات پر مشتمل تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جناب شیخ فضل احمد صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ غلام نبی کی محبت ہم جنت میں بھی ساتھ لے کر جائیں گے۔

(عبدالوہاب عمر دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور)

فہرست انیس ۱۹ سالہ اور حساب

اس میں تو شک نہیں کہ سابقون الاولون کی فہرست کتابی صورت میں شائع ہونے سے پہلے پہلے ہر ایک مجاہد یہ تسلی کرے کہ اس کا نام فہرست انیس سالہ میں آگیا ہے۔ تا اگر کوئی غلطی ہوئی ہو۔ تو اس کی درستی ہو جائے۔ اور بعد میں شکوہ نہ ہو۔ اسی لئے بعض احباب اپنا حساب دریافت کرتے ہوئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں۔ کہ میں انیس سال ادا کر چکا ہوں اور میرے ذمہ کوئی بقایا نہیں۔ مگر وہ یہ نہیں بتلاتے کہ انہوں نے پہلے دس سال سے دسویں سال کا چندہ کہاں سے ادا کیا تھا۔ جو ان سے دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ دسویں سال میں دس سالہ حساب ہر ایک دوست کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کا حضور کا دستخطی سرٹیفکیٹ بھی جاری کیا گیا تھا۔ پس دسویں سال کے دفتر کا پتہ دینا ضروری ہے۔ تا حساب جلد ملے۔ اور اس کے بعد سال ۱۱ سے سال ۱۹ تک کہاں کہاں سے چندہ دیا ہے یہ تفصیل خط میں ہو۔ تو جواب فوری دیا جاتا ہے۔ پس ہر ایک دوست جو انیس ۱۹ سالہ حساب دریافت کرے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے مطلع فرما دیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ اپنا بقایا جلد تر ادا کریں تا ان کا نام انیس سالہ فہرست سے بوجہ بقایا رہ نہ جائے۔ کیونکہ انہوں نے مشوا تر انیس سال اشاعت اسلام میں مدد دی ہے۔ صرف ان کا نام ہی آسکتا ہے۔ بقایا دار یا جنہوں نے کسی سال میں کچھ بھی نہیں دیا۔ ان کا نام نہیں آئے گا۔ پس جن کے ذمہ بقایا ہے۔ وہ فوری توجہ فرما دیں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

بھورو اور گونگوں کے اساتذہ کا ٹریننگ کالج

شرائط داخلہ: میٹرک پاس یا انڈر گریجوایٹ۔ عرصہ ٹریننگ ایک سال فیس معاف ہوسٹل موجود۔ نادر موقعہ۔ درخواستیں بنام پرنسپل صاحب ٹریننگ کالج سینٹرل انسٹی ٹیوٹ فار دی ڈیف لاہور فوری طور پر مطلوب۔ مبلغ ۱۲ کا منی آرڈر بھیج کر مجوزہ فارم درخواست اور پراسپکٹس طلب ہوں۔

(سول لاہور ۲/۷/۵۲)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کیلئے دے

تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال ایک پندرہ روزہ تربیتی کلاس جاری کی جاتی ہے۔ اس کلاس کی اہمیت صرف اس امر سے ظاہر ہے کہ نصاب کی تعلیم دینے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود اساتذہ کو نامزد فرمایا ہے۔ اور نصاب بھی حضور کی ہی زیر نگرانی تجویز ہوا ہے۔ لیکن گزشتہ دو سال سے مجالس نے اس کلاس میں اپنے نمائندے بھجوانے کی طرف توجہ نہیں کی

اس سال یہ کلاس سالانہ اجتماع سے قبل کھولی جا رہی ہے۔ لیکن گزشتہ سالوں کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے بعض شرائط مقرر کی گئی ہیں۔

۱۔ کلاس میں شامل ہونے والے نمائندوں کی اطلاع ۔۔۔ ستمبر ۔۔۔ تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جائے۔ مقررہ تاریخ تک کم از کم ۲۰ بیرونی نمائندوں کی شمولیت کی اطلاع آنے پر کلاس جاری کی جا سکے گی۔

۲۔ تاریخ انعقاد تک اگر پندرہ بیرونی نمائندے مرکز میں پہونچ گئے۔ تب کلاس جاری ہوگی ورنہ نہیں۔ اور پھر یہ معاملہ شوریٰ خدام الاحمدیہ میں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر پیش کر دیا جائیگا۔

اس سال اخراجات کے معاملہ میں بھی مجلس نے سہولت مہیا کر دی ہے۔ یعنی نمائندہ کا خرچ بیس روپے کی بجائے دس روپے کر دیا ہے۔ نیز جن مجالس کا چندہ سالانہ اجتماع شرح کے مطابق انعقاد کلاس تک سو فیصدی ادا ہو جائے گا۔ ان مجالس کو ان کے اراکین کی تعداد پر ہر سو یا سو کی کسر پر ایک نمائندہ بغیر خرچ کے بھجوانے کی اجازت ہوگی

اس لئے جملہ مجلس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ تربیتی کلاس کے لئے کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھجوائیں۔ نمائندہ کم از کم مڈل پاس ہو

نمائندہ کے بارہ میں ۴ ستمبر ۱۹۵۴ء تک دفتر میں اطلاع آجانی ضروری ہے۔ کلاس کی تاریخوں کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔

(دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

میری بڑی بیوی امینہ مورخہ ۲۹ جون کو چک ۵۰ ایم گ ب تحصیل سمندری ضلع لائل پور میں وفات پا گئیں اور اسی روز مغرب کی نماز کے بعد ربوہ میں دفن ہوئیں۔ جنازہ مولانا مولوی جلال الدین صاحب شمس نے پڑھایا ——— مرحومہ کی خصوصیات میں سے ایک خاص خصوصیت یہ تھی۔ کہ قوم کمبوہ میں عورتوں میں سے سب سے پہلے مرحومہ نے سلسلہ احمدیہ کی بیعت کی۔ اور قوم کی برادری کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور پھر باصرار اپنے دو بیٹے قادیان تعلیم کے لئے بھجوائے۔ اور جب بچوں کے ساتھ رخصتوں میں ان کے دوست جن میں سے بعض غیر ملکی سماٹرا اور جاوا کے بچے بھی آتے اور ہفتوں اور مہینوں ٹھہرتے تو ان کی مہمان نوازی خندہ پیشانی سے کرتیں۔ مرحومہ نے اپنی عمر میں احمدیت کے نمونہ کو ہمیشہ قائم رکھا۔

احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات کو بلند کرے۔ ان کی اولاد کو احمدیت اسلام کے سچے خادم بنائے۔

(محمد فضل الدین اوورسیر ربوہ)

داخلہ میو سکول آف آرٹس (ڈرائنگ ٹیچرز ڈپلومہ) ڈرافٹسمین کلاسز

داخلہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ہوگا سینئر و جونیئر سرٹیفکیٹ کورس میں داخلے کے لئے ۳ جولائی ۱۹۵۴ء تک بنام پرنسپل صاحب میو سکول آف آرٹس لاہور فارم مطلوب ہیں۔

شرائط: ڈرائنگ والا میٹرک سیکنڈ ڈویژن عمر ۱۵ تا ۲۰۔ انٹرویو و امتحان انتخاب ۱۰ جولائی

(سول لاہور ۱۲/۶) ناظر تعلیم و تربیت ربوہ

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے

اگر مسٹر نور احمد مرکز کی ضروری ہدایات سے انحراف کر رہے تھے تو انہیں ضرور کوئی مضبوط پشت پناہ حاصل ہو گی

تعلیم بالغان فنڈ کو تحریک کے حامی اخباروں میں تقسیم کیا گیا اور اسے صیغہ راز میں رکھنے کی درخواست کی گئی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

زمیندار کو بچانے کی کوشش

۸ فروری ۱۹۵۳ء کو مرکز کی طرف سے ایک تار موصول ہوا تھا جس میں "آفاق" اور "زمیندار" کے بعض مضامین کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی تھی "زمیندار" کے دو مضمون اور "آفاق" کے تین مضمون تھے یہ سب زیر نزاع سے متعلق تھے۔ اور یہ توقع ظاہر کی گئی تھی۔ کہ پریس کو تحریک کو ہوا دینے سے باز رکھنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ جہاں تک "زمیندار" کے متعلق مسٹر نور احمد نے حسب ذیل نوٹ لکھا: "احمدی مسئلہ کے متعلق زمیندار کا رویہ خاصہ برا ہے لیکن ہمیں انتظار کرنا چاہئیے۔ اور دیکھنا چاہئیے کہ تحریک کس طرح بڑھتی ہے" اب وہ کہتے ہیں کہ ان کا خیال تھا۔ کہ زمیندار کے خلاف کارروائی تحریک کے خلاف حکومت کی مجموعی حیثیت کی کارروائی کے ایک حصہ کے طور پر کی جائے" اس التوا کی وجہ یہ تھی۔ کہ زمیندار ایک مخصوص نوعیت کا حامل تھا اختر علی خاں پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز کانفرنس کے صدر تھے۔ اور ان کے متعلق مرکز کے خیالات بہت اچھے تھے .... جب انہیں یہ بتایا گیا۔ کہ مرکز نے اس موقع پر کارروائی تجویز کی تھی تو انہوں (مسٹر نور احمد) نے کہا کہ ہم یہاں صرف ان کی شہادت کا لب لباب درج کر رہے ہیں) مرکز کی وزارت اطلاعات اس اخبار کو حکومت کی حمایت میں رکھنے کی خواہاں تھی اس نے یہ تجویز کیا تھا کہ "زمیندار" سے ترغیب کی پالیسی اختیار کی جائے۔ وزارت داخلہ نے قابل اعتراض پیروں کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ اور ایسی کارروائی تجویز کی تھی جو وہ خود بھی کر سکتی تھی۔ اس مسئلہ پر وزیر اعلیٰ سے تقریباً ایک ماہ کے وقفہ سے بات چیت کی گئی تھی۔ لیکن اس مرتبہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ یہ درست ہے کہ وزارت داخلہ نے خفیہ زبان میں ایک انتہائی ضروری اور انتہائی خفیہ تار بھیجا تھا۔ جس میں کارروائی تجویز کی گئی تھی۔ لیکن مجھے حکومت کو اپنے نظریات پیش کرنا تھے میں نے اپنے نوٹ میں مرکز کی دوسری آواز وزارت اطلاعات کا ذکر نہیں کیا۔

ہم مسٹر نور احمد کی توضیحات کا جتنا مطالعہ کرتے ہیں۔ ہمیں اتنی ہی انتہائی مایوسی و بیزاری کا احساس ہوتا ہے لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اگر وہ مرکز کی اتنی ضروری ہدایات سے انحراف کر رہے تھے۔ تو انہیں ضرور کوئی مضبوط پشت پناہ حاصل ہو گی لیکن جو کچھ وزارت اطلاعات نے کہا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ واقعی اس نے کہا تھا۔ اس کا حسب ذیل پیرا سے کس طرح دور کا تعلق بھی ظاہر کیا جا سکتا ہے "اگر پریس کی طرف سے کہیں قانون شکنی ہو تو اس کے متعلق کارروائی اس جامع پالیسی کے ایک حصہ کے طور پر کی جائے گی جو تحریک سے عہدہ برآ ہونے کے لئے بنے گی" مسٹر نور احمد کے اکثر بیانات ہمارے نزدیک بے معنی تھے چنانچہ اسی لئے ہم نے ان سے یہ دریافت کیا تھا۔ کیا ان کا یہ ارادہ تھا۔ کہ جب تک قانون شکنی شروع نہیں ہوتی کارروائی میں تاخیر کی جائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ان کا صرف یہ مطلب تھا۔ کہ اگر قانون شکنی شروع ہوتی۔ تو غالباً شدید کارروائی کرنا پڑے گی کارروائی سے میری مراد مناسب کارروائی تھی۔ وہ کارروائی جو موقع کے مطابق ہوتی ہمارے خیال میں "معقولیت" اس کے لئے کم سے کم معذرت رساں اظہار ہو سکتا تھا۔ جو ان توضیحات کے جواب میں کیا جا سکتا تھا۔

منظور نظر زمیندار

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ "زمیندار" ایک ایسا اخبار تھا۔ جس کا مزاج نازو نعمت کی وجہ سے بگڑ چکا تھا۔ مسٹر نور احمد نے زمیندار سے جنبہ داری کے متعلق تمام اعتراضات کے متعلق مسٹر دولتانہ کے وکیل کی جرح کے جواب میں بتایا ہے۔ کہ مسٹر اختر علی خاں کے خواجہ ناظم الدین سے بے تکلفانہ مراسم تھے مگر کیا کوئی مولانا بھی ایسے ہیں مثلاً احسان احمد شجاع آبادی سمیت وہ ان کے احمدی لٹریچر کے جوابی لیکس کے جو اس امر کا دعویٰ نہ کر سکیں خواجہ ناظم الدین محض اس خیال سے ان حضرات سے ملتے تھے۔ کہ وہ بات چیت کو آگے بڑھا سکیں۔ اور اگر مولانا اختر علی خاں نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور انہیں بہاولپور سے کراچی پہنچنے کے لئے گورنر جنرل کے ڈاکوٹا میں طیارے کی نوازش بھی کی۔ تو یہ صرف ان کی اپنی اعلیٰ صفات کی آئینہ دار ہے۔ ان کی حکومت اور عوام کو خوش رکھنے کی تمام کوششوں کے باوجود خواجہ ناظم الدین نے انہیں مقلوب خارج کہا تھا جو کراچی میں مجھ سے تو کچھ کہتے ہیں اور لاہور جا کر کچھ اور کرتے ہیں"

تعلیم بالغان کا فنڈ!

ہماری حیرانیاں اور استعجاب ابھی ختم نہیں ہوئے۔ پریس پر جو رقم صرف کی گئی۔ اس میں سے دو لاکھ تین ہزار روپے تعلیم بالغان کے فنڈ کے ہیں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ایک ایسی مد ہے جو جیسلیٹو اسمبلی نے ناخواندہ بالغان کو پڑھانے کے لئے مخصوص کی تھی۔ تاہم "خواندگی" کے لفظ سے مسٹر نور احمد مغالطہ میں پڑ گئے۔ اور انہوں نے یہ رقم تعلیم یافتہ بالغوں کو پڑھانے پر صرف کر دی۔ کیونکہ آپ کسی ان پڑھ شخص کے ہاتھ "زمیندار" یا "آفاق" دے کر انہیں نہیں پڑھا سکتے۔ ایک اخبار سے وہی شخص استفادہ کر سکتا ہے۔ جو کافی پڑھا لکھا ہو جب مسٹر نور احمد نے تجویز پیش کی تھی۔ تو انہوں نے حکومت سے درخواست کی تھی .... اسے صیغہ راز میں رکھا جائے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ ایسا انہوں نے اس لئے کیا تھا۔ کیونکہ یہ ایک سیاسی خرچ تھا۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ اس کی ایک بہتر وجہ یہ تھی۔ کہ اگر یہ چیز منظر عام پر آجاتی تو اس پر بڑی نکتہ چینی ہوتی انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ انہیں تھوڑی بہت نکتہ چینی کی توقع تھی۔ در حقیقت محکمہ تعلیم نے اس فیصلہ پر اعتراض کیا تھا لیکن ان (مسٹر نور احمد) کا کہنا ہے کہ انہیں ایک سکیم کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ جسے حکومت نے منظور کر لیا تھا۔ اور یہ خود حکومت تھی جس نے ایک اور فنڈ سے رقم منتقل کی تھی۔ اس کے بعد صاف ظاہر ہے۔ ہماری سکیم کا مقصد ایک خاص قسم کے اخباروں کو مالی امداد دینا تھا۔ ان پڑھوں کو تعلیم دینا نہیں تھا۔"

انہوں نے ۳۰ جولائی کو فائیل اگزیبٹ ڈی ای ۲۵۰ میں ایک نوٹ لکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ سے اس سے پہلے بات چیت ہو چکی تھی۔ یہ نوٹ چیف سیکرٹری اور وزیر اعلیٰ تک گیا۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسٹر نور احمد بذات خود دیانت نہیں کر رہے تھے۔ مسٹر دولتانہ نے تسلیم کیا ہے۔ کہ وزیر تعلیم وزیر اعلیٰ کو بتلائے بغیر خود تخصیص کر سکتے تھے۔ تب مسٹر دولتانہ کو فائیل دکھائی گئی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ اگر فائل سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انہوں (مسٹر نور احمد) نے اس سلسلے میں مجھ سے تبادلہ خیالات کیا تھا۔ تو انہوں نے ایسا کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک پالیسی کا معاملہ تھا۔

اور اس بات میں شبہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ لوگوں کو پڑھایا گیا۔ ڈائرکٹر نے تسلیم کیا ہے۔ کہ اخبارات حقیقی کامیابیوں کیلئے ڈائرکٹریٹ نے چندہ دیا تھا۔ ان کی تعداد ان اداروں کی کل تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ جن کو یہ اخبارات بھیجے جانے تھے ایک فہرست جو عدالت میں پیش کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۵۰۳ کاپیوں کا آرڈر دیا گیا تھا حالانکہ جن اداروں کو اخبار بھیجے جانے تھے۔ ان کی تعداد ۲۰۳ تھی۔ لیکن بعض اوقات مختلف اخبارات کی کاپیاں دیوں کہہ لیجئے۔ کہ ایک کاپی سے زیادہ) ایک ہی ادارے کو فراہم کی گئیں۔ مزید برآں فائیل سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ اداروں کو یہ بھی اطلاع دی گئی تھی یا نہیں کہ فلاں ادارے کو اتنے عرصہ کے لئے فلاں اخبار فراہم کیا جائے گا۔ چنانچہ یہ اخباروں

اخباروں کے اپنے بس کی بات تھی۔ کہ وہ پرچہ بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ ان میں سے ایک اخبار "آفاق" عملی طور پر حکومت کا اخبار تھا۔۔ اس حقیقت سے یہ صاف ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ اسے کل ۱۲۶۲۸۵ روپے کی رقم ادا کی گئی تھی۔ یہ ایک ہفتہ وار اخبار تھا۔ اور جون ۱۹۵۱ء میں جیسے ہی ۲۸ ہزار روپے کی پہلی ادائیگی ہوئی۔

یہ روزانہ ہو گیا تھا۔ میر نور احمد نے کہا ہے۔ کہ ان کے اس اخبار سے کوئی ذاتی تعلقات نہیں تھے

لیکن ان کا لڑکا میر اقبال احمد فوراً ہی چار سو روپے ماہانہ پر منیجر شعبۂ اشتہارات بنا دیا گیا۔ اسے اشتہارات و تشہیر کی کوئی خاص تربیت حاصل نہیں

لیکن وہ ایک گریجوایٹ ہے۔ اس سے پہلے وہ کسی اخبار میں ملازم نہیں رہا تھا۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ (بقیہ صفحہ ۱)

اس ڈنر کی بروز آفاق کا دوبارہ اعلان کیا تھا کئی دن گزرنے کے بعد مسٹر دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان نے انہیں یاد دلایا کہ میر اقبال احمد تقسیم برصغیر سے پیشتر حکومت ہند کے تحت تین سو روپے ماہانہ مشاہرہ پر پبلسٹی آفیسر رہ چکے ہیں۔ مسٹر نور احمد نے تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے اپنے لڑکے کی اس قابلیت کا ذکر نہیں کیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے یہی سمجھا تھا۔ کہ ان سے آسامی کی خاص تربیت کے متعلق سوال کیا گیا تھا۔ لیکن مسٹر نور احمد نے بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ سیاسی طور پر "آفاق" میں دلچسپی لیتے تھے ایک دفعہ انہوں نے پانچ ہزار روپے کا چیک "آفاق" کو بطور عطیہ دیا تھا۔ اس کے متعلق مسٹر دولتانہ نے یہ بتایا ہے۔ کہ یہ رقم انہیں مسلم لیگ کا رکنوں کی طرف سے "آفاق" کو ان خدمات کے عوض دینے کی غرض سے دی گئی تھی۔ جو اس نے مسلم لیگ کے مقاصد کے لئے سرانجام دی تھیں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن یہ رقم مسٹر اقبال احمد کے حساب میں بطور حصہ داری "آفاق لمیٹڈ" ڈال دی گئی۔ دوسرے لفظوں میں میر اقبال احمد ایک روز جب سو کر اٹھے۔ تو وہ بغیر کچھ ادا کئے پانچ ہزار روپے کے حصص کے مالک بن گئے تھے۔ لیکن ان کے والد کا کہنا ہے کہ یہ وہ رقم نہیں تھی جو ملک فیروز یا مسٹر دولتانہ کی طرف سے آئی تھی جو ڈائرکٹر انتظامیہ نے اسے جنرل منیجر کی آسامی پیش کی تھی سو میر اقبال احمد دیگر ڈائرکٹر تھے۔ جسے یہ حصص ان ڈائرکٹروں کے عوض قبول کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ جو ان پر عائد کی جا رہی تھیں۔ یہ ضرور کہا گیا ہے کہ مسٹر نور احمد کو تشریح و وضاحت کرنے کا خاص ملکہ ہے کاش وہ اسے تحریک کے خلاف پبلسٹی میں استعمال کرتے۔

اس کے بعد انہیں کچھ دستاویزیں دکھائی گئی تھیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ رسید نور احمد نہ صرف "آفاق" کے لئے لکھتے ہیں۔ بلکہ اسے پیش کو رسید کرتے ہیں۔ اور اس کی پالیسی بھی استوار کرتے ہیں۔

پنجاب کے نئے ڈائرکٹر تعلیمات عامہ

لاہور ۶ جولائی: لاہور کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے میاں سراج الدین کو مسٹر ایس۔ ایم شریف کی جگہ ڈائرکٹر تعلیمات عامہ اور سیکرٹری حکومت پنجاب محکمہ تعلیم مقرر کیا ہے۔ موخر الذکر مرکزی حکومت میں ڈیپوٹیشن پر گئے ہیں۔

قاضی محمد اسلم کو گورنمنٹ کالج لاہور کا قائمقام پرنسپل مقرر کیا گیا ہے۔

پاکستان کی خواتین ٹھوس خدمات سرانجام دیکر اپنے لئے بلند مقام پیدا کر سکتی ہیں

(دبیگم نون)

ٹورنٹو ۸ جولائی: وزیر اعلیٰ پنجاب کی اہلیہ بیگم وقار النساء نون نے حال ہی میں ٹورنٹو (کینیڈا) میں خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی خواتین ٹھوس خدمات سرانجام دیکر اور اپنے آپ کو ملک کی بہتری کے لئے لازمی ثابت کر کے ہی اپنے لئے بلند تر مقام پیدا کر سکتی ہیں۔

بیگم نون نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ پاکستان کی خواتین زندگی کے ہر شعبے میں اپنا مناسب مقام محض اس بنا پر حاصل نہیں کر سکتیں کہ وہ خواتین ہیں۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو معاشیات میں ہر طرح سے اہل اور مفید ثابت کر کے اپنا صحیح درجہ حاصل کر سکیں گی۔

بیگم وقار النساء نون نے کہا کہ مغربی پاکستان میں ناخواندگی کا مسئلہ ایک اساسی تعلیمی پروگرام کے ذریعہ حل ہو سکتا ہے۔ جو زنانہ تعلیم کے لابدی عناصر پر مشتمل ہو۔ یعنی اساسی تعلیم کے ساتھ خانہ داری بچوں کی نگہداشت، حفظان صحت دستکاری اور پرورش حیوانات کے سادہ طریقے بھی شامل ہوں۔

بلقان کے فوجی اتحاد کے معاہدہ کا مسودہ تیار ہو گیا

انقرہ ۶ جولائی: ترکی یوگوسلاویہ اور یونان کی حکومتوں نے باہمی صلاح مشورہ سے بلقان کے فوجی اتحاد کے معاہدے کا مسودہ تیار کر لیا۔

زراعت کے وزیر مملکت کی اپیل

کراچی ۶ جولائی: زراعت کے وزیر مملکت مسٹر غیاث الدین پٹھان نے اپیل کی ہے کہ پاکستان کے دونوں حصوں میں شجر کاری کے ہفتوں کو پوری طرح کامیاب بنایا جائے۔

مشرقی پاکستان میں ریڈیو براڈکاسٹ

ڈھاکہ ۶ جولائی: چاٹگام اور راجشاہی کے ریڈیو اسٹیشنوں نے ڈھاکہ کے پروگرام ریلے کرنا شروع کر دیئے ہیں فی الحال شام کے پروگرام ریلے کئے جائیں گے